نقطۂ نظر

تصویر اور فوٹو کی شرعی حیثیت

از قلم : مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، فاضل دیوبند

ماخوذ از "جدید فقہی مسائل" (حصہ اوّل) مطبوعہ حرا پبلیکیشنز، لاہور

جہاں تک مجسّموں کی بات ہے وہ تو اسلام میں قطعاً ممنوع ہیں لیکن تصویر اور بالخصوص اس کی وہ صورت جو ہمارے زمانے میں ہے اور فوٹو گرافی کی شکل میں رائج ہے اس کی شرعی حیثیت قابلِ غور ہے اس لیے کہ اس سلسلہ میں احادیث، صحابہؓ کے آثار اور فقہاء کے اقوال مختلف ہیں۔ اس کے علاوہ ہمارے زمانے میں اس کا تقابل بے حد بڑھ گیا ہے، اور بعض حالات میں اس کی حیثیت ناگزیر ضرورت کی ہوگئی ہے۔ اس لیے مناسب ہے کہ اس کے احکام ذرا تفصیل سے لکھ دیئے جائیں۔

تصویر کے سلسلہ میں بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مطلقاً ممنوع ہیں چاہے ذی روح کی ہوں یا غیر ذی روح کی۔ چنانچہ حضرت ابو طلحہؓ سے مروی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا، فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس گھر میں تصویر ہو[1] حضرت جابرؓ سے بھی حضورؐ کا مطلقاً تصویر سے منع کرنا منقول ہے[2]

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ قیامت کے دن سب سے سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی خلقت کے ساتھ مشابہت اختیار کریں[3] یعنی تصویر کی صورت خلقِ خداوندی کی نقل کریں۔ ظاہر ہے اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی ذی روح اور غیر ذی روح مخلوق میں کوئی فرق نہیں کیا گیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر دو کی تصویر کھینچنا نادرست ہے ایک اور روایت میں اس کی طرف واضح اشارہ ملتا ہے جس میں تصویر کی ممانعت

۱؎ بخاری و مسلم ۲؎ سنن ترمذی

۳؎ بخاری و مسلم

کے پس منظر میں کہا گیا ہے کہ اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ کی طرح تخلیق کا کام کرنا چاہے، اسے چاہیئے، ایک جو یا کوئی سا دانہ ہی پیدا کرلے[۱] اس حدیث میں جو (شعیرہ) اور دانہ (حبّہ) کا لفظ صاف بتلاتا ہے کہ ان چیزوں کی تصویر کشی بھی ممنوع ہے۔

بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ذی روح کی تصویریں بنانا ناجائز ہے اور غیر ذی روح کی بنائی جاسکتی ہیں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس نے ایک شخص کو جس کا پیشہ ہی مصوّری تھا غیر ذی روح تصویر بنانے کی اجازت دے دی۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ مصوّروں کو قیامت کے دن اپنی تصویروں میں روح پھونکنے کو کہا جائے گا اور وہ نہ پھونک سکیں گے[۲] ظاہر ہے کہ روح پھونکنے کی بات ان تصویروں میں کہی جائے گی جو ذی روح کی ہوں۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی تصویریں ممنوع ہیں جن کا احترام کیا جائے، تصویروں کا اس طرح ہونا کہ ان کا احترام نہ کیا جائے، درست ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ان کے شہ نشین پر ایک پردہ تھا جس میں تصویریں بھی تھیں۔ حضورؐ نے اسے پھاڑ دیا۔ حضرت عائشہؓ نے اس کے دو تکیے بنا دیے جس پر حضورؐ تشریف رکھا کرتے تھے[۳] اس حدیث کو ایک دوسری روایت سے بھی تقویت ملتی ہے جس میں آپؐ نے پردہ پھاڑنے کا سبب یہ قرار دیا ہے کہ اللہ نے ہمیں پتھر اور مٹی کو کپڑے پہنانے کا حکم نہیں دیا[۴] یہاں حضورؐ نے پردہ پھاڑنے کی علت تصویر کو نہیں قرار دیا ہے۔

مصوّر کپڑے سے تکیے بنا لینے کا واقعہ خود حضورؐ کی زبان سے بھی منقول ہے اور اس میں یہ ہے کہ خود حضرت جبرئیلؑ نے اس طرح تکیے بنانے کے مشورے دیئے تھے۔

اور ایسی حدیث بھی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مجسّموں کی حرمت ہے نہ کہ ان تصویروں کی جو کپڑوں پر بنائے جائیں۔ حضرت ابو طلحہؓ اور سہل بن حنیفؓ اس کے راوی ہیں — ان کے الفاظ ہیں: "الا ما کان رقما فی ثوب" (وہ تصویر درست ہے جو کپڑے میں نقش ہو) — یہ حدیث صحیح اور قابلِ استدلال ہے۔ چنانچہ امام ترمذی اس حدیث

---

[۱] بخاری و مسلم عن ابی ہریرۃ رضؓ [۲] بخاری و مسلم عن ابن عباس

[۳] بخاری و مسلم عن عائشہ رضؓ [۴] ان اللہ لم یامرنا ان نکسو الحجارۃ والطین

کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں : " یہ حدیث حسن صحیح ہے " ھذا حدیث حسن صحیح [1]

اسی طرح تصویر کے سلسلہ میں صحابہ و تابعین کے بعض ایسے آثار بھی منقول ہیں جن سے ذی روح کی تصویر کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً حضرت ابوبکرؓ کے پوتے قاسم ابن محمد کے بارے میں منقول ہے کہ ان کے گھر میں بعض عجائب مخلوق کی تصویریں تھیں [2]۔ امام ابویوسفؒ نے امام ابو حنیفہؒ کی وساطت سے دو صحابہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور براء ابن عازبؓ سے نقل کیا ہے کہ ان کی انگوٹھی کے نگینوں میں دو شیرنیوں کی تصویریں تھیں [3]۔ اس طرح کے اور بھی آثار حضرت عروہؓ، انس بن مالکؓ، حضرت ابوہریرہؓ اور ابوموسیٰ اشعریؓ سے منقول ہیں۔

فقہ و فتاوی کی کتابوں میں گو کہ عموماً تصویر کی مطلقاً حرمت منقول ہوئی ہے مگر ایسی عبارتیں بھی موجود ہیں جن سے فرش یا بستر وغیرہ میں تصویر کا جواز اور پردہ اور قابل احترام مواقع پر تصویر کا عدم جواز معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ امام محمدؒ لکھتے ہیں :

ماکان فیہ من تصاویر من بساط یبسط او فراش یفرش او وسادة فلاباس بذلك انما یکرہ من ذالك فی الستر وماینصب نصبا وھو قول ابی حنیفة والعامه من فقھائنا [4]	مصور کپڑے بستر، فرش یا تکیوں کی طرح استعمال کیے جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ یہ پردہ اور ایسی چیزوں میں مکروہ ہے جسے کھڑا کیا جائے یہی امام ابوحنیفہ اور ہمارے عام فقہاء کی رائے ہے۔

فتاوی عالمگیری میں بھی صرف ان ذی روح تصویروں کو ناجائز قرار دیا گیا ہے، جنہیں لٹکایا جائے۔ یوں مطلقاً تصویر کے بارے میں کوئی صراحت موجود نہیں ہے۔

ولایجوز فی موضع	کسی جگہ ایسی چیز کو لٹکانا درست

---

[1] سنن ترمذی ج ا ص ۲۰۸ باب ماجاد فی الصورۃ [2] فتح الباری ج ۱۰ ص ۳۲۶

[3] کتاب الآثار ص ۲۳۲ حدیث نمبر ۱۰۲۸ [4] مؤطا امام محمد ص ۳۸۰

شیئا فیہ صورۃ ذات روح ویجوز ان یعلق ما فیہ صورۃ غیر ذات کذافی الظہیریۃ[1]۔ | نہیں ہے جس میں ذی روح کی تصویر ہے، غیر ذی روح کی تصویریں لٹکائی جاسکتی ہیں۔

جو لوگ تصویر سے منع کرتے ہیں وہ اس کی ایک اہم وجہ یہ قرار دیتے ہیں کہ یہ بسا اوقات شرک اور بت پرستی کا باعث بنتا ہے اور ظاہر ہے کہ ایسی کوئی بھی چیز جو شرک کا ذریعہ بنتی ہو اسلام اس کے معاملہ میں بہت غیور اور متحس ہے اور اس معاملہ میں ادنیٰ مداہنت گوارا کرنے کو تیار نہیں۔ یہ واقعہ ہے کہ یہ بڑا اہم سبب ہے اور یہ کہنا کہ یہ بات صرف مجسموں کی حد تک پائی جاتی ہے صحیح نہیں۔ جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ سکھ گرو نانک جی کی اور ہندوؤں کی ایک قابلِ لحاظ تعداد مہاتما گاندھی جی کی تصویروں کی پرستار ہے اور اس پر اسی طرح پھول کی مالائیں اور جل نثار کرتی ہے جیسا کہ اپنے مشہور بھگوانوں پر۔

اس لیے راقم الحروف کے نزدیک تصویر سے متعلق احکام حسبِ ذیل ہیں۔

۱۔ ذی روح کے مجسّمے بنانا مطلقاً حرام اور ناجائز ہے۔

۲۔ ایسی تصویریں بھی قطعی طور پر ناجائز ہیں جن کی کسی قوم میں پرستش اور عبادت کی جاتی ہو، جیسے گرو نانک جی اور ہندوؤں کے عقیدہ کے مطابق کرشنا، رام جی وغیرہ اور عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق حضرت مسیح اور حضرت مریم کی تصویریں۔

۳۔ ذی روح کی تصویروں کو اس لیے بنانا کہ اس کو لٹکایا اور آویزاں کیا جائے یا مقام احترام میں رکھا جائے یا تصویر اس مقصد کے لیے نہ کھینچی گئی ہو مگر اس کا استعمال اسی طرح ہوا کرے، ہر دو صورتیں ناجائز ہیں۔

۴۔ عام تصویریں جن میں احترام یا عبادت اور پرستش مقصود نہ ہو، بھی ناجائز ہی ہیں جیسا کہ عام علماء ہند و پاک کا مسلک ہے۔ البتہ یہ مسئلہ اجتہادی اور مختلف فیہ ہے اور سلف و خلف کا اس پر اتفاق نہیں ہے جیسا کہ اوپر ذکر کی ہوئی تفصیلات اور ہمارے زمانہ کے عام علماء عرب اور ہند و پاک میں بھی بعض ثقہ اور مستند علماء کرام

---

[1] فتاویٰ عالمگیری۔ ج ۴ ص ۱۱۴

کے تعامل سے واضح ہوتا ہے۔

۵۔ جہاں تصویر ایک ضرورت بن جائے مثلاً دفاعی مقاصد کے پیشِ نظر تصویر لی جائے۔ پولیس اسٹیشنوں، اشرار اور غنڈہ عناصر کی تصویریں محفوظ رکھی جائیں۔ ریلوے، بس اور مختلف محکموں میں شناخت کے لیے تصویر درکار ہو۔ پاسپورٹ اور حج کے لیے تصویر کھنچوانی ہو، یہ تمام صورتیں درست اور جائز ہیں۔

۶۔ جن فقہاء نے تصویر کو حرام قرار دیا ہے انہوں نے بھی اس کی صراحت کردی ہے کہ اگر سر کٹا ہوا ہو یا ایسی تصویر ہو جس سے صورت کی شناخت نہ ہوسکے اس پر تصویر کا اطلاق نہیں ہوگا اس لیے میڈیکل اور طبی مقاصد کے لیے انسان کے جسم کے بعض حصّوں کی جو تصویریں لی جاتی ہیں اور جو اکثر اوقات جسم کے اندرونی حصّوں سے متعلق ہونے کی وجہ سے ناقابلِ شناخت ہوتی ہیں، ان میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔

هٰذا ما عندی واللہ اعلم بالصّواب

بقیہ : ڈاکٹر طاہر سعید کے نام

یہ تھی جماعتِ اسلامی کی اصلی اور اساسی دعوت کہ ایک ایسا نظام جہاں صدیوں سے طاغوت نے انڈے بچّے دیے ہوں وہاں دعوت الی اللہ کے ذریعے ذہنی و فکری صفائی کے کام کو چھوڑ کر کسی انتخابی دوڑ یا وقتی اور ہنگامی سیاست میں کود کر ملوّث ہو جانا نہ صرف اپنے وقت کو ضائع کرنا بلکہ اسلامی انقلاب کے راستے میں اپنے ہاتھوں روڑے اٹکا کر اسی کارِ عبث کا خادم بننا ہے۔ مگر آہ ... کہ زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے اسٹریجی ہال میں جماعتِ اسلامی کے بانی اور امیر نے جس قسم کی سیاسی رسہ کشی اور انتخابی سیاست کو اسلامی انقلاب کے راستے کا پتھر بتایا تھا آج وہی جماعت اُسی انتخابی سیاست کی سب سے بڑی چیمپئن بن چکی ہے اور نہ معلوم وہ کب تک اِس باطل اور ہنگامی سیاست کے منجدھار میں اٹھکیلیاں کرتی اور ذہنی اور فکری قلابازیاں کھاتی رہے گی۔

(جاری ہے)